مولای صل وسلم دائما ابدا　　درس حدیث　　علی حبیبک خیر الخلق کلھم

اسباب اور توکّل

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۲۷ سائیڈ اے ۸۳-۱۰-۱۱

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسّلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمّد وّآلہ واصحابہ اجمعین

امابعد! عَنِ الزُّبَیْرِ کَانَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَھَضَ اِلَی الصَّخْرَۃِ فَلَمْ یَسْتَطِعْ فَقَعَدَ طَلْحَۃُ تَحْتَہٗ حَتّٰی اسْتَوٰی عَلَی الصَّخْرَۃِ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَوْجَبَ طَلْحَۃُ۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ یَّمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ وَقَدْ قَضٰی نَحْبَہٗ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعَتْ اُذُنِیْ مِنْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ طَلْحَۃُ وَالزُّبَیْرُ جَارَایَ فِی الْجَنَّۃِ [1]

ترجمہ : حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ اُحد کے موقع پر نبی علیہ السّلام نے دو زرہیں پہن رکھی تھیں، آپ نے چٹان پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو چڑھ نہیں سکے ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ (یہ صورت دیکھ کر) نیچے بیٹھ گئے۔ حضور علیہ السّلام آپ کے

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۶

کندھے پر قدم رکھ کر چٹان پر چڑھ گئے اور حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ اس موقع پر مَیں نے سُنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرمارہے تھے کہ طلحہ نے جنّت واجب کرلی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ وہ ایسے شخص کو دیکھے جو زمین پر چل رہا ہے دراں حالاں کہ وہ اپنا وقت پُورا کرچکا ہے تو وہ اِنھیں (یعنی حضرت طلحہؓ کو) دیکھ لے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے کانوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبانِ مُبارک سے سُنا آپ فرمارہے تھے کہ طلحہ اور زبیر دونوں جنّت میں میرے پڑوسی ہونگے،

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ذکر تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ہر اُمّت میں ایک امین ہوتا ہے ایک ایسا آدمی کہ جس میں امانت کا وصف بہت غالب ہُوا ہے وہ میری اُمّت میں ابوعبیدہ ہیں اُن کے کچھ اور بھی مناقب گزرے، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے مناقب بھی گزرے ایک کا ذکر یہاں آیا ہے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُحد کے دن دو زرہیں پہن رکھی تھیں اور آپ نے وہاں سے نکلنا چاہا چٹان پر چڑھنا چاہا مگر ایسے نہیں ہوسکا، چٹان کے اُوپر آپ نہیں چڑھ سکے، اُن کا وزن زیادہ تھا

نبی علیہ السّلام کے عمل سے ظاہری اسباب اختیار فرمانے کی تعلیم

اس سے ایک بات معلوم ہورہی ہے کہ ظاہری اسباب کا اختیار کرنا یہ بھی شریعت کی تعلیم میں داخل ہے اگر ظاہری اسباب کا اختیار کرنا ضروری نہ ہوتا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ایسے نہ کرتے، آپ نے ظاہری اسباب کو مکمل طور پر اختیار کیا ہے اتنا زیادہ کہ مثلاً اُحد کے دن دو زرہوں کا ذکر آرہا ہے کہ بدنِ اقدس پر تھیں۔ تو جب میسّر آسکتے ہیں اسباب تو اُن کا اختیار کرنا شریعت کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔

غزوۂ بدر میں محض توکل تھا اسباب نہ تھے

اور اگر کہیں میسّر نہ ہوں یہ چیزیں تو پھر خُدا پر بھروسہ ہے جیسے بدر والے دن جو سب سے پہلی لڑائی تھی مُسلمانوں کی کُفّار کے ساتھ اُس میں مُسلمانوں کے پاس چند تلواریں تھیں اور چند نیزے بس، تیرہ سترہ ایسے تو اتنے نیزوں

اور اتنی تلواروں سے ایک ہزار آدمیوں کے لشکر سے مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ صحیح بات یہی ہے وہ لشکر مسلح تھا پُوری طرح، ہتھیار بہتر سامان بہتر، سواریاں بہتر، ہر چیز اچھی تو اِس میں بالکل سمجھ میں آنے والی بات ہی نہیں ہے کہ اُس وقت ان سے لڑا جاتا مگر اُس میں خُدا پر بھروسہ کیا گیا، لڑے اور غالب آئے۔ اُن کے بڑے بڑے لوگ مارے گئے۔ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ گردنوں پر مارو ان کی اور جوڑوں پر مارو، گردنوں اور جوڑوں پر مارے سے وہ مر گئے گر گئے، بھاگ گئے، یہ ہُوا تو یہاں مظاہرہ تھا خدا پر بھروسہ کا (یعنی) لازماً خدا کا دین تو پھیلانا ہی ہے۔ فرض ہے اگر اسباب میسّر نہیں ہیں تو خُدا پر بھروسہ کرکر یہ کام کیا جائے اور اگر اسباب میسّر آگئے ہیں تو وہ اختیار کرے۔ پھر یہ کام کیا جاتے جب اسباب میسّر بالکل نہ ہوسکیں تو پھر صرف خُدا پر بھروسہ یہ ٹھیک ہے اور اگر میسّر ہوسکتے ہیں تو جتنے ہوں اُتنے استعمال میں لائے جائیں، تو یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے بہت سارے استعمال میں لائے جاتے ہیں، یعنی زرہ ایک نہیں دو، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بہت کام کیا ہے۔

اُحد میں حضرت طلحہ رض کا بہت بڑا کارنامہ

اُس دن حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور ایسے ہوگئے کہ جیسے سیڑھی بن گئے ہوں آپ کے لیے آپ ان کی کمر پر سہارا لے کر پاؤں رکھ کر یا گھٹنے رکھ کر اُس (پہاڑی) پر چڑھے ہیں اُوپر، اب یہاں سے نکلنے کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ یا اور دوسرے حضرات جو تھے تقریباً نو دس حضرات تھے، اِن حضرات نے بڑی بہادری کی، صرف اتنے ہی لوگ پاس رہ گئے تھے اور باقی صحابہ کرام تو آگے بڑھ گئے تھے کافروں کے پیچھے پیچھے اور اِدھر سے گھوم کر پیچھے سے (اچانک) حملہ ہوا تھا تو اُس موقع پر آتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اَوْجَبَ طَلْحَةُ کہ طلحہ نے جنّت واجب کرلی۔

حضرت طلحہ رض کی فضیلت

ایک دفعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا تو فرمایا کہ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ يَّمْشِىْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ وَقَدْ قَضٰى نَحْبَهٗ اگر کوئی آدمی یہ دیکھنا چاہے کہ میں کسی آدمی کو دیکھ لوں کہ جس نے اپنی تمام ذمّہ داری پُوری کرلی ہو خدا کی طرف سے جو اُس پر فرض ہوا تھا وہ پُورا کردیا ہو اور فارغ ہوگیا ہو آخرت کے اُمور سے نمٹ چکا اور پھر بھی زمین پر چل رہا ہے تو اگر ایسے آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے کوئی تو وہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے فلینظر الی طلحة بن عبید اللّٰہ

ایک اور فضیلت

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ طَلْحَۃُ وَالزُّبَیْرُ جَارَایَ فِی الْجَنَّۃِ کہ طلحہ اور زبیر دونوں جنّت میں میرے پڑوسی ہوں گے، میں نے آپ کو اِن کی وہ قربانی پہلے بتلائی تھی کہ غزوۂ اُحد میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پہاڑی پر جا رہے تھے اور اُن کے پاس ڈھال نہیں تھی تو اُنھوں نے اپنے ہاتھ پر تیر روکے۔ تیر پھینک رہے تھے وہ کفّار بار بار حتّٰی کہ ہاتھ کا گوشت اُڑ گیا۔ بہت بڑی قربانی ہے اور بڑی ہی بر موقع کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے اور پھر آپ کا یہ فرمانا کہ کوئی آدمی اگر یہ دیکھنا چاہے کہ جس نے اپنا فرض ادا کر دیا فارغ ہوگیا اور پھر بھی زمین پر ابھی زندہ ہے تو پھر طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔ کیونکہ فرض سے فراغت تو اُس وقت ہوتی ہے جب دُنیا سے رُخصت ہو۔ یہ حضرات ہیں اِن کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے سب کے سب جنّت کی بشارت (لیے ہوئے ہیں)

حضرت سعید بن زید بھی عشرہ مبشرہ میں ہیں

حضرت سعید ایک صحابی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی ہیں۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ اِن کے والد بھی خود بخود مُسلمان تھے یعنی جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے . . . . قدرتی طور پر وہ ہدایت پر تھے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو اچھے حال پر فرمایا کہ وہ آخرت میں اللہ کے یہاں اچھے حال پر ہیں، یہ اُن کے بیٹے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی ہیں، ابتدائی دَور میں اسلام لے آئے تھے، انہی کے یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ گئے تھے اور پھر اِنھوں نے قرآنِ پاک سُنا، بہن سے جھگڑا ہُوا اور پھر اللہ نے ہدایت عطا فرمائی۔ یہ بعد تک رہے ہیں حضرات عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تک بھی رہے ہیں تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ یہ ساری عمر تمام نیکیوں میں ساتھ ساتھ رہے ہیں۔ تمام قربانیوں میں جہاد میں ہر جگہ ساتھ رہے ہیں۔ اِن کو بھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنّت کی بشارت دی ہے وہ بھی اُن دس آدمیوں میں ایک ہیں کہ جن کو بار بار جنّت کی بشارت دی گئی ہے جیسے کہ ضمانت لے لی گئی ہو، ضمانت جیسے کلمات ہیں تو حق تعالیٰ نے اِن حضرات سے بڑے بڑے کام لیے ہیں اور اِن کے کام جو تھے اُن کا تعلّق جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات سے تھا۔ آپ کی خدمت ذاتی طور پر اِس طرح کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خوش ہُوئے ہیں، مسرور ہُوئے اور آپ کی خوشنودی اللہ کی خوشنودی ہے پھر اللہ کی طرف سے اِن پر انعامات ہُوئے اور بڑا انعام یہ ہے کہ اللہ نے اُنکو نعمتوں سے نوازدیا اور زندگی ہی میں اُنکو جنّت کی بشارت مل گئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن

[illegible]